

نئے معاشر کی تشكیل

ہم بیان کرچکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں بنو النجار کے یہاں جمیعہ الایس اول سالہ مطابق ۱۴ ستمبر ۶۲۲ھ کو حضرت ابوالایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے نزول فرمایا تھا اور اسی وقت فرمایا تھا کہ ان شاگرد اللہ یہیں نزل ہو گی۔ پھر آپ حضرت ابوالایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر منتقل ہو گئے تھے۔

مسجد نبوی کی تعمیر | اس کے بعد نبی ﷺ کا پہلا قدم یہ تھا کہ آپ نے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی اور اس کے لیے وہی جگہ منتخب کی جہاں آپ ﷺ کی اونٹی بیٹھی تھی۔ اس زمین کے مالک دو تیم پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ نے اُن سے یہ زمین قیمتاً خریدی اور نفس نفیں مسجد کی تعمیر میں شرکیں ہو گئے۔ آپ اینٹ اور پتھر ڈھوتے تھے اور ساتھ ہی فرماتے جاتے تھے:

اللَّهُمَّ لَا يَعِيشَ إِلَّا عِيشَ الْأُخْرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ
لَئِنَّ اللَّدَ زَنْدَگِي تو بِسَآخْرَتِكِي زَنْدَگِي ہے، پس انصار و مهاجرین کو بخش دے۔

یہ بھی فرماتے ہے
هذا الحمال لا حمال خير هذا ابرٌ رَبِّنا وَأَطْهَرٌ
”یہ بوجہ خیر کا بوجہ نہیں ہے۔ یہ ہمارے پور دگار کی قسم نیادہ نیک اور پاکیزہ ہے۔“
آپ کے اس طرز عمل سے صحابہ کرام کے جوش و خوش اور سرگرمی میں بڑا اضافہ ہو جاتا تھا
چنانچہ صحابہ کرام کہتے تھے،

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّىٰ يَعْمَلُ لَذَّاكَ مِنَا الْعَمَلُ الْمُضَلَّ

”اگر ہم بیٹھ دیں اور نبی ﷺ کام کریں تو ہمارا یہ کام گمراہی کا کام ہو گا؛“
اس زمین میں مشرکین کی چند قبریں تھیں۔ کچھ ویرانہ بھی تھا۔ کھجور اور غفرقد کے چند درخت بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی قبریں اکھڑوا دیں، ویرانہ برابر کر دیا، اور کھجوروں اور درختوں کو کاٹ کر قبیلے کی جانب لگا دیا۔ اس وقت قبلہ بیت المقدس تھا۔

دروازے کے بازو کے دونوں پارے پتھر کے بناتے گئے۔ دیواریں کچی اینٹ اور گارے سے بنائی گئیں۔ چھت پر کھجور کی شاخیں اور پتے ڈلادیتے گئے اور کھجور کے تنوں کے کھجے بنادیتے گئے۔ زمین پر ریت اور چھوٹی چھوٹی لکنکریاں (رچھریاں) بچھا دی گئیں۔ قین دروازے لگاتے گئے۔ قندے کی دیوار سے پھپلی دیوار تک ایک سو ماخ بلبانی تھی۔ چورڑائی بھی اتنی یا اس سے کچھ کم تھی۔ مبیاد تقریباً مین ماخ گہری تھی۔

آپ ﷺ نے مسجد کے بازو میں چند مکانات بھی تعمیر کئے جن کی دیواریں کچی اینٹ کی تھیں اور جھنپتیں کھجور کے تنوں کی کڑیاں دے کر کھجور کی شاخ اور پتوں سے بنائی گئی تھی یہی آپ ﷺ کی انزادیں مطہرات کے جھرے تھے۔ ان جھروں کی تعمیر مکمل ہو جانے کے بعد آپ ﷺ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان سے یہیں منتقل ہو گئے یہ مسجد محض ادا نے نماز ہی کے لیے رکھی بلکہ یہ ایک یونیورسٹی تھی جس میں مسلمان اسلامی تعلیمات و ہدایات کا درس حاصل کرتے تھے اور ایک محفل تھی جس میں مددوں جاہلی کشاکش و نفقة اور بابہی طائفوں سے دو چار رہنے والے قبائل کے افراد اب میل محبت سے مل جل رہے تھے۔ نیزہ ایک مرکز تھا جہاں سے اس شہی سی ریاست کا سارا نظام چلا جاتا تھا اور مختلف قسم کی ہمیں بھی جاتی تھیں علاوہ ازین اس کی حیثیت ایک پارکیٹ کی بھی تھی جس میں مجلس شوریٰ اور مجلس انتظامیہ کے اجلاس منعقد ہوا کرتے تھے۔

ان سب کے ساتھ ساتھ یہ مسجد ہی ان فقراء جہا جریں کی ایک خاصی بڑی تعداد کا مسکن تھی جن کا دباؤ پر نہ کوئی مکان تھا نہ مال اور نہ اہل و عیال۔

پھر اونکی ہجرت ہی میں اذان بھی شروع ہوتی۔ یہ ایک لاہوتی نغمہ تھا جو روزانہ پانچ بار اُفت میں گونجتا تھا اور جس سے پورا عالم وجود لرزائھتا تھا۔ اس سلسلے میں حضرت عبد اللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ کے خواب کا واقعہ معروف ہے۔ (تفصیل جامع ترمذی، سنن ابن داود، مسنده احمد اور صحیح ابن غزیہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔)

مسلمانوں میں بھائی چارگی [جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مسجدِ نبوی کی تعمیر کا اہتمام فرمائکر بابہی اجتماع اور میل و محبت کے ایک مرکز کو

وجود بخشنا اسی طرح آپ ﷺ نے تاریخ انسانی کا ایک اور نہایت تابناک کا زمامہ انعام دیا جسے مهاجرین و انصار کے درمیان مواہات اور بھائی چارے کے عمل کا نام دیا جاتا ہے۔ اب قیم لکھتے ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مکان میں مهاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارہ کرایا۔ کل نوے آدمی تھے، آدھے مهاجرین اور آدھے انصار بھائی چارے کی بیانیاد یہ تھی کہ یہ ایک دوسرے کے غنوار ہوں گے اور موت کے بعد نبی فراہداروں کے بجا یہی ایک دوسرے کے دارث ہوں گے۔ وراشت کا یہ حکم جنگ بدر تک قائم رہا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ .. (۶:۳۲)

”نسبی فراہدار ب دوسرے کے نیادہ حقدار ہیں“ ریعنی وراشت میں

تو انصار و مهاجرین میں باہمی توارث کا حکم ختم کر دیا گیا لیکن بھائی چارے کا عہد باقی رہا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک اور بھائی چارہ کرایا تھا جو خود باہم مهاجرین کے درمیان تھا لیکن ہمیں بات سی تابت ہے۔ یوں بھی مهاجرین اپنی باہمی اسلامی اخوت، وطنی اخوت اور رشتہ و فراہداری کی احوت کی بنا پر آپس میں اب مزید کسی بھائی چارے کے محتاج نہ تھے جبکہ مهاجرین اور انصار کا معاملہ اس سے مختلف تھا۔ اسے مقصود جیسا کہ محمد غزالی نے لکھا ہے۔ یہ تھا کہ جاہلی عصیتیں تحلیل ہو جائیں۔ حمیت و غیرت جو کچھ ہو وہ اسلام کے لیے ہو۔ نسل، رنگ اور وطن کے انتیازات مست جائیں۔ بلندی و پتی کا میباران انسانیت و تقویٰ کے علاوہ کچھ اور نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے اس بھائی چارے کو محض کھوکھے الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا تھا بلکہ اسے ایسا نافذ اعلیٰ عہد و پیمان قرار دیا تھا جو خون اور مال سے مربوط تھا۔ پرانی خولی مسلمانی اور مبارکیاد نہ تھی کہ زبان پر روانی کے ساتھ جاری رہے گریتیجہ کچھ نہ ہو بلکہ اس بھائی چارے کے ساتھ ایثار و عملکاری اور موافقت کے جذبات بھی مخلوط تھے اور اسی لیے اس نے اس نئے مشکلے کو بڑے نادر اور تابناک کا زماموں سے پُر کر دیا تھا۔

چنانچہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ مهاجرین جب مدینہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ

نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور رَسُولُهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖۤ بَنِی اٰمِرٍ کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا۔ اس کے بعد حضرت سعید نے حضرت عبد الرحمنؓ سے کہا: ”انصار میں میں سب سے زیادہ مال دار ہوں۔ آپ میرا مال دو حصوں میں باشٹ کر را دھا لے لیں) اور یہری دو بیویاں ہیں۔ آپ دیکھ لیں جو زیادہ پسند ہو مجھے بتا دیں میں اُسے طلاق دے دوں اور عدت گزرنے کے بعد آپ اس سے شادی کر لیں۔“ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ آپ کے اہل اور مال میں برکت دے۔ آپ لوگوں کا بازار کہاں ہے؟ لوگوں نے انہیں بیوی قینقاع کا بازار بتلا دیا۔ وہ واپس آئے تو ان کے پاس کچھ فاضل پیغماں اور رسمی تھا۔ اس کے بعد وہ روزانہ جاتے رہے۔ پھر ایک دن آئے تو ان پر پروردی کا اثر تھا۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا، یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے شادی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، عورت کو مرکتنا دیا ہے؟ بولے ایک نواہ لکھلی، کے ہموزن (یعنی کوئی سوات لمبے سونا۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت آئی ہے کہ انصار نے نبی ﷺ سے عرض کیا، آپ ہمارے درمیان اور ہمارے بھائیوں کے درمیان ہمارے کھجور کے باغات تقسیم فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ”نہیں لانصار نے کہا،“ تب آپ لوگ یعنی مہاجرین ہمارا کام کر دیا کریں اور ہم سچل میں آپ لوگوں کو شریک رکھیں گے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہم نے بات سنی اور مانی۔^{۱۷}

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انصار نے کس طرح بڑھ چڑھ کر اپنے ہباجر بھائیوں کا اعزاز و اکرام کیا تھا اور کس قدر محبت، خلوص، ایثار اور قربانی سے کام بیا تھا اور ہباجرین ان کی اس کرم و نوازش کی کتنی قدر کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس کا کوئی علط فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ ان سے صرف اتنا ہی حاصل کیا جس سے وہ اپنی ٹوٹی ہوئی میشیت کی کمریدھی کر سکتے تھے۔

اور حق یہ ہے کہ یہ بھائی چارہ ایک نادر حکمت، حکماء نے بیاست اور مسلمانوں کو درپیش یہت سارے مسائل کا ایک بہترین حل تھا۔

اسلامی تعادل کا پیمانہ | مذکورہ بھائی چارے کی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک اور عہد دیا ہے کہ ذریحہ ساری جاہلی شکنش

^{۱۷} صحیح بخاری : باب اخاء النبی ﷺ بین المهاجرین والانصار ۱/۳۵۵

^{۱۸} ایضاً باب اذا قال اكفني مؤنة الخلل ۱/۳۱۲

اور قابل کشمکش کی بہنسیا دُھادی اور دُورِ جاہلیت کے رسم و رواج کے لیے کوئی بجا تشق نہ چھوڑی۔ ذیل میں اس پہیان کو اس کی دفعات سمیت مختصر اپیش کیا جا رہا ہے۔

یہ تحریر ہے محمد بنی ﷺ کی جانب سے قریشی، یثربی اور ان کے تابع ہو کر ان کے ساتھ لاحق ہونے اور جہاد کرنے والے مونین اور مسلمانوں کے درمیان کہ:

۱۔ یہ سب اپنے ماسوا انسانوں سے الگ ایک امت ہیں۔

۲۔ ہباجری قریش اپنی سابقہ حالت کے مطابق باہم دیت کی ادائیگی کریں گے اور مونین کے درمیان معروف اور — انصاف کے ساتھ اپنے قیدی کافدیہ دیں گے اور انصار کے تمام قبیلے اپنی سابقہ حالت کے مطابق باہم دیت کی ادائیگی کریں گے اور ان کا ہرگز وہ معروف طریقے پر اور اہل ایمان کے درمیان انصاف کے ساتھ اپنے قیدی کافدیہ داکرے گا۔

۳۔ اور اہل ایمان اپنے درمیان کسی بیکیں کو فدیریہ یا دیست کے معاملے میں معروف طریقے کے مطابق عطا و نوازش سے محروم نہ رکھیں گے۔

۴۔ اور سارے راست باز مونین اس شخص کے خلاف ہوں گے جو ان پر زیادتی کرے گا یا اہل ایمان کے درمیان ظلم اور گناہ اور زیادتی اور فساد کی راہ کا جو یا ہو گا۔

۵۔ اور یہ کہ ان سب کے ہاتھ اس شخص کے خلاف ہوں گے خواہ وہ ان میں سے کسی کا لڑکا ہی کیوں نہ ہو۔

۶۔ کوئی مونی کسی مومن کو کافر کے بدرے قتل کرے گا اور نہ ہی کسی مومن کے خلاف کسی کافر کی مدد کرے گا۔

۷۔ اور اللہ کا ذمہ (عہد) ایک ہو گا، ایک معمولی آدمی کا دیا ہوا ذمہ بھی سارے مسلمانوں پر لاگو ہو گا۔

۸۔ جو یہود ہمارے پیروکار ہو جائیں، ان کی مدد کی جائے گی اور وہ دوسرے مسلمانوں کے شل ہوں گے۔ زان پر ظلم کیا جائے گا اور نہ ان کے خلاف تعاون کیا جائے گا۔

۹۔ مسلمانوں کی صلح ایک ہو گی۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو چھوڑ کر قتال فی سبیل اللہ کے سلسلے میں مصالحت نہیں کرے گا بلکہ سب کے سب برابری اور عدل کی بنیاد پر کوئی عہد و پیمانہ کریں گے۔

۱۰۔ مسلمان اس خون میں ایک دوسرے کے مساوی ہوں گے جسے کوئی فی سبیل اللہ بہا تے گا۔

۱۱۔ کوئی مشرک قریش کی کسی جان یا مال کو پناہ نہیں دے سکتا اور نہ کسی مومن کے آگے اس

کی حفاظت کے لیے رکاوٹ بن سکتا ہے۔

۱۴۔ جو شخص کسی مون کو قتل کرے گا اور ثبوت موجود ہوگا، اس سے قصاص یا جائے گا۔
سوائے اس صورت کے کہ مقتول کا ول راضی ہو جائے۔

۱۵۔ اور یہ کہ سارے مومنین اس کے خلاف ہوں گے۔ ان کے لیے اس کے سوا کچھ حلال نہ ہوگا
کہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔

۱۶۔ کسی مومن کے لیے حلال نہ ہوگا کہ کسی ہنگامہ برپا کرنے والے ریا بدعتی) کی مدد کرے اور
اسے پناہ دے، اور جو اس کی مدد کرے گایا اسے پناہ دے گا، اس پر قیامت کے دن اللہ کی
لعنت اور اس کا غضب ہوگا اور اس کا فرض و نفل کچھ بھی قبول نہ کیا جائے گا۔

۱۷۔ تمہارے درمیان جو بھی اختلاف رونما ہوگا اسے اللہ عز وجل اور محمد ﷺ کی
طرف پہنچایا جائے گا۔

معاشرے پر معمتویات کا اثر | اس حکمت بالقرآن اور اس دو رائدیتی سے رسول اللہ
ﷺ نے ایک نئے معاشرے کی بنیادیں اُستوار کیں لیکن معاشرے کا ظاہری رُخ درحقیقت ان معنوی کمالات کا پُرتو تھا جس سے نبی
ﷺ کی صحبت و نیم شیتی کی بدولت یہ بزرگ ہستیاں بہرہ و رہوچی تھیں۔ نبی ﷺ ان کی تعلیم و تربیت، تزکیہ نفس اور مکار مم اخلاق کی تغییب میں مسلسل کوشش رہتے تھے اور انہیں
محبت و بھائی چارگی، مجد و شرف اور عبادت و اطاعت کے آداب بر ابر سکھاتے اور بتاتے
رہتے تھے۔

ایک صحابی نے آپ سے دریافت کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ رسمی اسلام
میں کون اعمال بہتر ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: "تم کہاں کھلاو اور شناسا اور غیر شناسا سبھی
کو اسلام کرو۔" ۱

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف
لاتے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں نے آپ ﷺ کا پھرہ مبارک دیکھا
تو اچھی طرح سمجھ گیا کہ یہ کسی جھوٹے آدمی کا پھرہ نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ نے پہلی بات جو ارشاد فرمائی

وہ یہ تھی: اے لوگو! اسلام بھیلو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، اور رات میں جب لوگ سورہ ہے ہوں نماز پڑھو۔ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔^{۱۷}

آپ ﷺ فرماتے تھے: وہ شخص جنت میں داخل نہ ہو گا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں اور تباہ کاریوں سے مامون و محفوظ نہ رہے۔^{۱۸}

اور فرماتے تھے: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور باتھ سے مسلمان محفوظ ہیں۔^{۱۹} اور فرماتے تھے: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند کرے جو خدا اپنے لیے پسند کرتا ہے۔^{۲۰}

اور فرماتے تھے: سارے مومنین ایک آدمی کی طرح میں کہ اگر اس کی آنکھیں تخلیف ہو تو سارے جسم کو تخلیف محسوس ہوتی ہے اور اگر سر میں تخلیف ہو تو سارے جسم کو تخلیف محسوس ہوتی ہے۔^{۲۱}

اور فرماتے: مومن، مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے جس کا بعض بعض کو توست پہنچاتا ہے۔^{۲۲}

اور فرماتے: آپس میں بعض نہ رکھو، باہم حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے پیٹھنہ پھیرو اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے اُپر چھوڑے رہے۔^{۲۳}

اور فرماتے: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ داس پر ظلم کرے اور نہ اسے شمن کے حوالے کرے؛ اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت ربراہی میں کوشش ہوگا اللہ اس کی حاجت ربراہی میں ہو گا؛ اور جو شخص کسی مسلمان سے کوئی غم اور دُکھ دُور کرے گا اللہ اس شخص سے روز قیامت کے دُکھوں میں سے کوئی دُکھ دُکھ کرے گا؛ اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ قیامت کے دن اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔^{۲۴}

اور فرماتے: تم لوگ زمین والوں پر ہمراہی کرو تم پر آسمان والا ہمراہی کرے گا۔^{۲۵}

۱۷ ترمذی۔ ابن ماجہ، داری، مشکوٰۃ ۱/۱۶۸

۱۸ صحیح مسلم، مشکوٰۃ ۲/۲۲۲۔ محدث: شیع بن خماری ۱/۶۔ مسلم، مشکوٰۃ ۲/۲۲۲

۱۹ متفق علیہ، مشکوٰۃ ۲/۲۲۲۔ صحیح بن خماری ۲/۸۹۰۔ محدث: شیع بن خماری ۲/۸۹۶

۲۰ متفق علیہ، مشکوٰۃ ۲/۲۲۲۔ سنن ابو داؤد ۲/۳۲۵۔ جامع ترمذی ۲/۱۲۰

اور فرماتے: ”وہ شخص مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کھا لے اور اس کے بازو میں رہنے والا پڑوسی بھوکار ہے۔“^{۱۸}

اور فرماتے: ”مسلمان سے گالی گلوج کرنافست ہے اور اس سے مارکاٹ کرنا کفر ہے۔“^{۱۹}
اسی طرح آپ ﷺ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کو صدقہ قرار دیتے تھے
اور اسے ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ شمار کرتے تھے۔^{۲۰}

نیز آپ ﷺ صدقے اور خیرات کی زیغیب دیتے تھے اور اس کے ایسے ایسے
فضائل بیان فرماتے تھے کہ اس کی طرف دل خود بخود کھینچتے چلے جائیں، چنانچہ آپ فرماتے کہ صدقہ
گناہوں کو ایسے ہی بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔^{۲۱}

اور آپ ﷺ فرماتے کہ جو مسلمان کسی نئے مسلمان کو کپڑا پہنادے اللہ اُسے جنت
کا سبز بام پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھجوکے مسلمان کو کھانا کھلا فے اللہ اسے جنت کے پھل
کھلاتے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلاوے اللہ اُسے جنت کی نہر لگی ہوئی شرابِ طہور
پلائے گا۔^{۲۲}

آپ ﷺ فرماتے: ”اگر سے بچو اگرچہ بھجو رکا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کر کے، اور
اگر وہ بھی نہ پاؤ تو پاکیزہ بول ہی کے ذریعے۔“^{۲۳}

اور اسی کے پہلو بہ پہلو دوسری طرف آپ مانگنے سے پرہیز کی بھی بہت زیادہ تاکید فرماتے
صبر و فناعت کی فضیلتیں مناتے اور سوال کرنے کو سائل کے چہرے کے لیے نوح، خراش اور
زخم قرار دیتے۔^{۲۴} البتہ اس سے اس شخص کو مستثنیٰ قرار دیا جو حدد در جمیل مجبور ہو کر سوال کرے۔

اسی طرح آپ ﷺ یہ بھی بیان فرماتے کہ کن عبادات کے کیا فضائل ہیں
اور اللہ کے نزدیک ان کا کیا اجر و ثواب ہے؟ پھر آپ پر آسمان سے جو وحی آتی آپ اس سے
مسلمانوں کو بڑی نیشنلی کے ساتھ مر بوط رکھتے۔ آپ ﷺ وہ وحی مسلمانوں کو پڑھ کر نلتے اور

۱۸) شعب الایمان السیہقی مشکوٰۃ ۲/۲۲۲۔ ۱۹) صحیح بخاری ۲/۲۸۹۳۔

۲۰) اس مضمنوں کی حدیث صحیحین میں مردی ہے مشکوٰۃ ۱/۱، ۱/۱۲، ۱/۱۴۔

۲۱) احمد، ترمذی، ابن ماجہ - مشکوٰۃ ۱/۱۱۲۔

۲۲) سنن ابن داود، جامی ترمذی - مشکوٰۃ ۱/۱۶۹۔ ۲۳) صحیح بخاری ۱/۱۹۰، ۲/۸۹۰۔

۲۴) دیکھئے ابو داؤد، ترمذی - نسائی، ابن ماجہ، دارمی - مشکوٰۃ ۱/۱۶۳۔

مسلمان آپ کو پڑھ کر سنا تے تاکہ اس عمل سے ان کے اندر فہم و تدبیر کے علاوہ دعوت کے حقوق اور پسغیرانہ فتنے والیوں کا شعور بھی بیدار ہو۔

اس طرح رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی اخلاقیات بلند کیں، ان کی خداود صلاحیتوں کو عروج بخشنا اور انہیں بلند ترین اقدار و کردار کا مالک بنایا، یہاں تک کہ وہ انسانی تاریخ میں ابیانہ کے بعد فضل و کمال کی سب سے بلند چونی ملکانہ بن گئے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو طریقہ اختیار کرنا ہو وہ گذرے ہوئے لوگوں کا طریقہ اختیار کرے کیونکہ زندہ کے باہر میں فتنے کا اندر ہے۔ وہ لوگ بنی ﷺ کے ساتھی تھے۔ اس امت میں سب سے افضل، سب سے نیک دل، سب سے گھرے علم کے مالک اور سب سے زیادہ بے تکلف۔ اللہ نے انہیں اپنے نبی کی رفاقت اور اپنے دین کی اقامت کے لیے منتخب کیا، لہذا ان کا فضل پہچانو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو اور جس قدر ممکن ہو ان کے اخلاق اور سیرت سے تمنک کرو کیونکہ وہ لوگ پدایت کے صراطِ مستقیم پر تھے۔^{۲۷}

پھر ہمارے پسغیرانہ عظیم ﷺ خود بھی ایسی معنوی اور ظاہری خوبیوں کی مالات خداود صلاحیتوں، مجد و فضائل، محکام اخلاق اور محاسن اعمال سے متصف تھے کہ دل خود بخود آپ کی جانب کھینچتے تھے اور جانیں قربان ہوا چاہتی تھیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی زبان سے جو نبی کوئی مکمل صادر ہوتا صحابہ کرام اس کی بجا آوری کے لیے دوڑ پڑتے اور پدایتہ رہنمائی کی جوبات آپ ارشاد فرمادیتے اسے عزیز جان بنانے کے لیے گویا ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی بازی لگ جاتی۔

اس طرح کی کوششوں کی بدولت نبی ﷺ مدینے کے اندر ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے میں کامیاب ہو گئے جو تاریخ کا سب سے زیادہ بالکمال اور شرف سے بھر پور معاشرہ تھا اور اس معاشرے کے مسائل کا ایسا خوشگوار حل نکالا کہ انسانیت نے ایک طویل عرصے تک زمانے کی چکی میں پس کر اور اتحاد تاریکیوں میں اتحاد پاؤں مار کر تھک جانے کے بعد پہلی بار چین کا ناس لیا۔ اس نے معاشرے کے عناصر ایسی بلند و بالات تعلیمات کے ذریعے مکمل ہوتے جس نے پوری پا مردی کے ساتھ زمانے کے ہر جھیٹکے کا مقابلہ کر کے اس کا رُخ پھیر دیا اور تاریخ کا دھارا بدل دیا۔